

قسط ۲۱

ہندو تہذیب اور مسلمان

از جناب ڈاکٹر محمد عمر صاحب استاد تارتخ جامعہ ملیہ اسلامیہ نئی دہلی

شاہ جہاں خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مزار پر حاضر ہوا۔ خراج عقیدت پیش کرنے کے بعد اس نے اپنی حاجت پیش کی اس دعا کا نتیجہ داراشکو کی ولادت سے ظاہر ہوا ان واقعات سے عوام کا متاثر ہونا ناگزیر تھا اس بنا پر انہوں نے مزارات کو اپنی حاجت روائی کا ایک واحد اور قوی ذریعہ بنالیا اور اس معاملہ میں حاکم و محکوم امیر و غریب عوام و خواص میں کوئی یقین تفاوت نہ رہا۔ اگر اکبر بادشاہ سے ایسے اعمال و افعال ظہور میں آتے تو شاید لوگوں میں اتنا گہرا اثر نہ پڑتا کیونکہ اس کے مذہبی عقائد اور دینی بے راہ روی نے خواص و عوام دونوں کو اس کی طرف سے مشکوک کر دیا تھا اور غالباً خواص اس کی تقلید نہ کرتے مگر جہانگیر اور شاہ جہاں کے جو مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے زیر اثر حامی دین و شریعت تھے ان افعال نے عوام و خواص دونوں کو گورپستی کی طرف رجوع کر دیا۔ جہانگیر اور شاہ جہاں سے ایسے افعال کا سرزد ہونا دیگر وجوہ کے علاوہ اس وجہ سے بھی ضروری تھا کہ انکی رگوں میں اسلامی خون سے کہیں زیادہ ہندوستانی خون موج زن تھا مزید برآں شاہی محلات کے جہاں ان کی پرورش ہندو ماؤں اور خادماؤں کی گودوں میں ہوئی تھی، درو دیوار سے ہندوستانی رسم و رواج اور مذہبی عقائد کی خوشبو ہوا میں پھیل کر دور دور تک لوگوں کے دماغوں کو معطر کر رہی تھی اور اسی ماحول میں جہانگیر اور شاہ جہاں نے سانس لی ان کی نس میں ہندوانہ سماجی اور مذہبی عناصر سرایت کر گئے تھے۔

اورنگ زیب کی دینی تعلیم بڑے اعلیٰ پیمانے پر ہوئی تھی۔ سن بلوغیت ہی سے مذہب کی طرف اس کا بے حد رجحان تھا اور عام طور پر قرآن اور حدیث کی روشنی میں اپنے افعال کو ترتیب دیتا تھا ساتھ ساتھ اکبرؒ جہانگیر اور بعد ازاں شکوہ کے مذہبی عقائد کے خلاف جوتدار کی تحریک چل رہی تھی اس نے بھی اورنگ زیب کو بہت متاثر کیا تھا وہ خواجہ معصومؒ کا مرید بھی تھا۔ تخت نشینی کے بعد اس نے مسلمانوں کے مذہبی عقائد اور اخلاق کی درستگی کے لیے پوری جدوجہد کی اور فتادی عالمگیری کی تدوین کرا کر ایک گرتے ہوئے در اخلاقی اور سماجی نظام کو سنبھالنے کی کوشش کی، لہٰذا لیکن اس کی وفات کے بعد اس کے نااہل اور عیش پرست جانشینوں کے عہد میں وہ کوششیں خاک میں مل گئیں اور وہ نظام منہدم ہونے لگا۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مسلمانان ہند کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے۔ اٹھارویں اور انیسویں صدی میں مسلمانان ہند کی مذہبی اور اخلاقی حالت انتہائی زلوں تھی۔ فکر و عمل، اخلاق و عادات۔ کروار و اطوار سب پر انحطاط کا رنگ چھایا ہوا تھا... اخلاقی قدروں کی گرفت و مصلیٰ پڑ چکی تھی اور سماجی نظام کا ڈھانچہ بگڑ رہا تھا۔ ۳

چونکہ اورنگ زیب کے جانشین مغلیہ بادشاہوں کے مذہبی عقائد پر بوضاحت روشنی ڈالنے کی یہاں گنجش نہیں ہے لہٰذا صرف اتنا کہنا کافی ہو گا کہ ان بادشاہوں کی نظر اسلام کے بنیادی اصولوں کو کوئی خاص اہمیت نہ تھی آپ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے منجملے صاحبزادہ اور خلیفہ تھے آپ قطب الوقت اور مرشد عصر تھے والد سے روحانی تربیت حاصل کی تھی ان کے حلقہ ارادت میں بے شمار اہل عرب اور عجم تھے۔ داراشکوہ کو اس خاندان سے دلی عداوت تھی اور ان افراد کو سنانے کے درپے رہتا تھا مگر اللہ کی استعداد انکا بال بیکانہ کر سکا شیخ معصوم کا وصال ۱۰۲۹ھ/۱۶۶۸ء میں ہوا تھا مزار سرہند شریف میں والد بزرگوار کے مزار کے قریب ہے برائے تفصیل ملاحظہ ہو خزینۃ الاصفیاء ص ۶۳۹-۶۴۲، رد کوثر ص ۲۸۰

۳۵۴ تاریخ مشائخ چشت ص ۳۵۴

۳۵۴ تاریخ مشائخ چشت ص ۳۵۴۔ اسٹوڈنٹ نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ ان صدیوں میں اسلام کی صورت اتنی بری طرح سے مسخ کر دی گئی تھی کہ اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں تو وہ اس بات سے انکار کر دیں گے کہ مسلمان انکی امت میں سے ہیں۔ برائے تفصیل ملاحظہ ہو ۲۵.۲۶ PP. THE NEW WORLD OF ISLAM (NEW YORK)

حاصل نہیں تھی اور نہ ان میں مذہبی پیشوائینے کا سلیقہ اور نہ جوش ہی تھا۔ وہ ہندوستانی تہذیب کے ولدادہ ہی نہیں تھے بلکہ ان کے رگ و پے میں ہندوستانی تہذیب کے عناصر داخل ہو چکے تھے کہ اب ان کو اسلامی طرز معاشرت اور بندو طرز معاشرت میں کوئی تین فرق نظر نہیں آتا تھا اور غیر اسلامی رسم و رواج پر جن کی بنیاد کفر اور شرک پر تھی عمل کرنے میں انھیں خوفِ خدا نہ ہوتا تھا۔ عاقبت کا لفظ ان کے لیے بے معنی تھا۔ مادیت، عیش پرستی، بادہ نوشی، غفلت شعاری اور حرکات ناشائستہ میں ملوث ہونا اور ان میں دلچسپی لینا ان کی زندگی کا واحد مقصد بن گیا تھا۔ شاہ عالم ثانی بذاتِ خود اپنی نا عاقبت اندیشی کا اعتراف کرتا ہے۔

صبح تو جام سے گزرتی ہے شب دلا رام سے گزرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

اور احرار اور علماء کا طبقہ اپنے آقاؤں کے اچھے اور برے افعال کی کورانہ تقلید کرنا اپنا نصب العین سمجھتا تھا۔ یہ طبقہ بھی صد ہا قسم کی اخلاقی بے راہ رویوں اور دینی گمراہیوں میں مبتلا تھا ان حالات میں جہلاً عوام کا ذکر کرنا ہی بیکار ہے۔

اٹھارویں اور انیسویں صدی میں گورپرستی اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ شاید ہی کوئی مزار ایسا ہو جہاں حاجت مندوں کا جم غفیر نہ جمع ہوتا ہو اور عقیدے نہ مانتا ہو زیارتِ قبور کو درجہِ حج و بدیا گیا تھا اور انکو سجدہ گاہ بنالیا گیا تھا۔ مسجدیں ویران تھیں اور مسمار کی جارہی تھیں اور ہر طرح سے عبادت گاہوں کی بے حرمتی کی جارہی تھی سودا نے اپنے مخصوص شاعرانہ انداز میں ایک مسجد کی زبوں حالی اور اس میں گدھے باندھنے والوں کا ذکر کیا ہے

قاضی کی جو مسجد ہے گدھا باندہ کے اسمیں بیٹھا ہوا اس شکل سے ہر میر و جوان ہے

ملا جو اذان دیوے تو منہ موند کے اس کا کہتے ہیں کہ خاموش مسلمان کہاں ہے

بولا جو خطیب اسمیں تو مارے اسے ایک دھول ہاتھ آگیا واعظ تو تھپیڑا دوہاں ہے

رینگے ہو گدھا آٹھ پہر گھر میں خدا کے نے ذکر نہ صلوٰۃ نہ سجدہ نہ ازاں ہے

۱۔ تذکرہ شعراء اردو امیر حسن دہلوی ص ۴۰

۲۔ کلیات سودا ۱/ ص ۳۶۵-۳۶۶

قرآن کی کوئی قدر و قیمت نہ رہی تھی

بدیہ ہو سوا پانچ ٹکے گذری میں آکر یا قوت پکارے جو بکا و قرآن ہے سہ
مگر مزارات آباؤ تھے ہر سال عرس کے میلے لگتے تھے۔ نزدیک و دور سے زائرین آتے تھے۔ یہ زبوں حالی۔
تھی کہ شاہ ولی اللہ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

تم مدار صاحب اور سالار صاحب کی قبروں کا حج کرتے ہو یا یہ تمہارے بدترین افعال ہیں۔ سہ
یہاں شمالی ہندوستان اور بالخصوص دہلی کے چند مزارات پر زائرین کے طرز عمل کا منظر پیش کیا جاتا ہے
جس سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہو جائیگا کہ یہ عہد گورپرستی کا عہد تھا اور ہندوستانی تہذیبی اثر میں اسلام اپنا
ظاہری وجود بڑی حد تک کھو چکا تھا۔

قدم شریف | دہلی میں یہ وہ مقام تھا جہاں حضرت سرور کائنات کے قدم شریف کا نشان تھا یہ مقام نہ
صرف دہلی بلکہ ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی تمناؤں کا مرکز تھا۔ یہاں کی خاک اہل بصیرت کے لئے
سرچشمہ اور یہاں کا غبار راہ اہل فطرت کیلئے سرمایہ تسکین و راحت تھا۔ یہاں کے درو دیوار زائرین
کے مسجدوں سے ہر وقت منور رہتے تھے۔ یہاں خلقت ہر وقت سلام، درود اور تعظیم میں مصروف
رہتی تھی جمعرات کے دن دہلی اور گرد و نواح کے لوگ قدم شریف کی زیارت کو آتے تھے۔ اتنی بھیڑ
ہوتی تھی کہ لوگوں کو قدم شریف کی زیارت کرنا بھی مشکل ہو جاتا تھا۔ تمام سال ہر جمعرات کو یہی حال
رہتا تھا۔ ربیع الاول کے مہینہ میں بالخصوص اطراف و اکناف ہی کے نہیں بلکہ سارے ہندوستان سے
مشتاقان زیارت آتے تھے کوئی بیمار تھا جو تندرستی کا ارمان لیکر آیا تھا اور قدم شریف کی مٹی آنکھوں سے
مل رہا تھا۔ کسی کی مراد دنیا تھی کسی کی آخرت اور کسی کے دل میں بال بچوں کی مرادیں تھیں قدم شریف کے،
احاطہ کا حوض شفا بخشی کیلئے مشہور تھا۔ تمام زائرین حوض کے پانی کو پیتے، آنکھوں سے ملتے اور بطور تبرک
عزیز و اقرار کے لئے اپنے گھروں کو لیجاتے تھے اور یہ بات بایں عقیدہ تھی جو بیمار اس حوض کے پانی سے
نہایت تھوڑے صحت مند ہو جاتا تھا بارہ وفات کے دنوں میں۔ ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸ اور ۱۹ تاریخ کو بہت بڑا میلہ

۱۷ ایضاً میں ۶۶۔ ۶۷ قریبات الہیہ (ماخوذ از تاریخ مشائخ چشت) ص ۶۱ ۱۳۶۱ھ میں ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔

لگتا تھا

قدم شریف حضرت علی

درگاہ قلی خاں کا بیان ہے "شنبہ کے دن لوگ فیض حاصل کرنے آتے ہیں ہر طرف سے مشتاقان زیارت آتے ہیں اور اپنی دلی آرزوں کے لیے دعائیں مانگتے ہیں نذریں چڑھاتے ہیں اور ہر شخص بامراد ہوتا ہے۔"

درگاہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی

یہ مزار مقدس ہندوستان کے تمام مسلمانوں کے لیے قبلہ گاہ تھا حاجت مندوں اور تمنائوں کی ہر وقت بھیڑ لگی رہتی تھی۔ جمعرات کے دن خصوصیت سے بڑا ہجوم ہوتا تھا۔ زیچ الاول کے مہینہ میں عرس ہوتا تھا۔ اس زمانے میں زیارتیں ہوتیں، مرادیں مانگی جاتیں اور نذریں چڑھتی تھیں۔ اس زمانے میں بھی عرس کے ایام کے علاوہ خواجہ معین الدین چشتی کے زائرین پہلے دہلی آتے ہیں، اور درگاہ بختیار کاکی میں پہلے حاضری دیتے ہیں اور ان کے وسیلہ سے اجمیر شریف جا کر حاجت پوری ہونے کی منتیں مانگتے ہیں حضرت سلطان المشائخ کے مزار پر دہلی کے عوام و خواص زیارت کو جاتے تھے اور اب بھی یہ سلسلہ بدستور باقی ہے۔ شیخ نصیر الدین چروغ دہلوی کے مزار پر کیشنبہ کو دہلی کے زائرین حاضر ہوتے تھے۔ مسلمان اور ہندو دونوں مزار پر جا کر مرادیں مانگتے تھے۔ مزار کے قریب ایک چشمہ تھا اس کا پانی شفا کے امراض کے لیے اکسیر کے مانند تھا جتنے بھی بیمار اس پانی سے غسل کرتے تھے سب کے سب شفا پاتے تھے اس وجہ سے دور دور سے مریض اس مزار پر آتے تھے اور غسل کرنے کے بعد صحت مند واپس جاتے تھے۔ علاوہ ازیں یہ بات عوام میں مشہور تھی کہ اگر لالہ و لدمیاں بیوی

۱۔ ہفت قلزم۔ ص ۲۲۔ ۲۔ مرقع دہلی۔ ص ۳۰۔ ۳۔ ایضاً ص ۴۰۔ ۴۔ نیز ہفت گلشن محمد شاہی

گلشن محمد شاہی کا مگنار خاں ص ۸۷ پھول والوں کی سیر۔ نامی جشن ایک منت کے پوری ہونے کی وجہ سے وجود

میں آیا ہوا ہے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔ آجکل بہادر شاہ ظفر نمبر نومبر ۱۹۶۲ (ص ۲۲-۲۵)

۵۔ مرقع دہلی ص ۷۔ ہفت گلشن محمد شاہی ص ۴۹۰-۴۹۱۔ ۶۔ ایضاً ص ۷۸۔ تاریخ چہار گلشن محمد شاہی ص ۲۰ الف

اس میں غسل کر لیں تو اولاد ہو جاتی ہے۔ لہٰذا جہاندار شاہ بادشاہ نے مع اپنی بیوی کے برہنہ اس چشمے میں غسل کیا تھا۔

حضرت شاہ ترکان بیابانی | جب کی ۲۳ ویں کو عرس ہوتا تھا۔ دہلی کے تمام باشندے شرکت کرتے تھے مزار پر پھول چڑھاتے تھے چراغاں کرتے تھے اور مرادیں مانگتے تھے نذریں چڑھاتے تھے دہلی کے تمام ساکنین کو آپ کے مزار مبارک سے بے حد عقیدت تھی اور اپنی تمام مشکلات میں حضرت کا دامن پکڑتے تھے۔

شاہ عزیر اللہ | درگاہ قلی خاں کا بیان ہے کہ جاجمند لوگ مزار پر جاتے ہیں یہ بات عقیدت مندوں میں مشہور ہے کہ کوئی شخص کبھی مایوس واپس نہیں جاتا۔

نقش پنجہ حضرت شاہ مردن | ہر شنبہ کو لوگ زیارت کو جاتے ہیں اور قریب کے حوض سے کوزوں میں پانی بھر کر بطور تبرک لے جاتے ہیں۔

حاجی محمد الدین خلیفہ حضرت شہاب الدین سہرنوی کی درگاہ۔ ہر سال لوگ ان کے مزار پر برائے زیارت آتے تھے۔ طواف کرتے تھے اور اس فعل سے حج کا ثواب حاصل کرتے تھے۔

بی بی زلیخا والدہ ماجدہ شیخ ابوالفضل سلامی | مزار اگرہ میں ہے۔ لوگ ان کے مزار پر کلاوہ باندھتے ہیں بایں خواجہ |۔ بایں اشخاص ایک جنگ میں شہید ہوئے تھے ان کے مزار اطوادہ میں ہیں ہر پنج شنبہ کو زائرین مزار پر حاضر ہوتے تھے۔

ناصر الدین | مزار سیالکوٹ میں ہے۔ برسات کے موسم میں لوگ برائے زیارت جاتے تھے۔ ملتان میں کئی بزرگوں کے مزارات زیارت گاہ خواص و عوام تھے مثلاً شیخ بہار الدین ذکر یا۔ شیخ رکن الدین۔

۱۷ ہفت گلشن محمد شاہی ص ۴۹۳ ہفت قلزم۔ یک شنبہ کو مستورات نہانے آتی ہیں اور دیوالی کے دن بہت سی عورتیں جمع ہوتی ہیں ص ۲۵۔ ۲۲۔ ۲۵۔ ۲۵ مرقع دہلی ص ۱۰۔ ۱۱۔

۱۷ تاریخ چہار گلشن محمد شاہی ۱۹ ب، ہفت قلزم ص ۲۴ ۲۵ ایضاً ص ۲۲ الف ۱۷ ایضاً ص ۲۰ الف

۱۷ ایضاً ص ۲۱ الف ۱۷ ایضاً ص ۲۳ ب ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰

سیر العارین ص ۱۳۴ - ۱۲۸ - تاریخ فرشتہ (۱- ت) جلد دوم ص ۶۳۲ - ۶۲۲ خزینۃ الامنیات دوم ص ۱۹ - ۲۵

شیخ بوعلی قلندر کا مزار پانی پت میں اور شیخ بنوئی کا سنام میں زیارت گاہ خواص و عوام تھا شہ شہ شمس الدین کا مزار دیپالی میں ہے چھوٹے بڑے سب آپ کے مزار کی زیارت کو جاتے تھے بھٹاری کا بیان ہے۔

در هر شب جمعه بالخصوص شب جمعه ماه نور خالق کثیر نذر و مونس از نزدیک و دور بطواف می آیند و
نذرات نقد و جنس و شیر و برنج و مالیده روغن و شکر امود می گزارند و هر کدام باز روی حصول مامول نذر می بندند و بار آید
الهی مرادات حاصل می شود

تربت شعیث | شہر لکھنؤ میں دیگر مزارات کے علاوہ حضرت شعیث بن حضرت آدم والیوب پیغمبر علیہم السلام کے مزارات تھے مسلمان زیارت کے لیے جاتے تھے۔

درگاہ حضرت عباسؑ | لکھنؤ کے مسلمان مرد اور عورت کو حضرت عباسؑ کی درگاہ سے والہانہ عقیدت۔
حقّی اہلیہ میر حسن علی کا بیان ہے۔۔۔ بیماری سے شفا پانے، شدید بلاؤں، یا خطروں یا دوسرے محالوئات جو مردوں
منت ہونے کے جذبات پیدا کرتے ہیں؛ اس درگاہ کی طرف رجوع ہونے کے اسباب ہیں۔ لکھنؤ کے عوام اسی خیال
سے وہاں جاتے ہیں۔۔۔ شاہ

اس ضمن میں بہادر شاہ ظفر کی علالت کا واقعہ بڑی اہمیت رکھتا ہے کیونکہ شاہ عباس کی منت ماننے کے طفیل میں بادشاہ کو شفا حاصل ہوئی۔ مگر سنی مسلمانوں نے اس پر شیعہ ہونی کا الزام عائد کر دیا جسکی وجہ سے بادشاہ

۱۷۸۹-۱۷۹۰ء کے متوفی تک ۳۲۸۶۔ برائے حالات۔ از کارابر آص ۵۸-۷۱، میر العارفین ص ۱۴۰، تاریخ فرشتہ (۱۔ ۲) جلد دوم ص ۶۳۶-۶۳۹

خزنیۃ الاصفیا - ۲/ص ۴۷ - ۵۱ مکتب متوفی ۱۱۵۲ھ - آپ کو ۸۳ - ۸۴ خزنیۃ الاصفیا ۲/ص ۲۶۸ - ۲۷۰

مکملہ خلاصۃ التواریخ ص ۶۱-۶۲ مکملہ متوفی السلاسلۃ ۶۔ برائے حالات ازکارا برار ص ۱۰۱-۱۰۰، بزرگان پانی پت ص ۲۹-۱۶۹

هذه خلاصة التواريخ من ص ٢٢ - ٣٥. لعل افكار ابرار من ٨٨ - ٩١. بحه خلاصة التواريخ من ص ٩٨ - ١٠٥ خلاصة التواريخ من ص ١٢٢ - ١٣٥

مشنویات میر حسن ص ۱۵۹، ۹۷ نام ابوالفضل عباس قضا آپ حضرت علی کرم وجہہ کی دوسری بیوی ام المومنین کے بطن سے پیدا ہوئے تھے

لہذا اسی طرح حضرت حسین کے سوتیلے بھائی کے تھے عداوت و السعادت ۷۲ مفتاح التوازن ص ۷۲ ۷۳ کے کچھ تفصیل ملاحظہ ہو

کو بڑی تشویش ہوئی اور اس کو اس بات کی تردید کرنی پڑی۔ یہ واقعہ یوں تھا کہ ایک مرتبہ بادشاہ سخت بیمار پڑ گیا اور طرح طرح کے علاج معالجے ہوئے مگر کوئی افاقہ نہ ہوا اتفاق سے اس زمانے میں مرزا حیدر شکوہ بن کام بخش، بن مرزا سلیمان شکوہ بھی لکھنؤ سے دہلی آئے ہوئے تھے اور بادشاہ کے ہاں مہمان تھے ان کا عقیدہ اثنا عشری تھا مایوسی کے عالم میں مرزا حیدر شکوہ کے مشورہ سے ان کو خاک شفا دی گئی اور بادشاہ کو صحت حاصل ہوئی۔ مرزا حیدر شکوہ نے نذر مانی تھی کہ بادشاہ اگر صحت یاب ہو گئے تو وہ حضرت عباس کی درگاہ پر علم چڑھائیں گے چنانچہ لکھنؤ پہونچکر انہوں نے بادشاہ کو عرضداشت بھیجی کہ ان کا اتنا مقدور نہیں کہ نذر ادا کر سکیں۔ لہذا حضور مدد فرمائیں بہادر شاہ نے کچھ روپے بھیجے اور مرزا حیدر شکوہ نے بڑی دھوم دھام سے علم چڑھایا جس میں اودھ کے تمام شاہی خاندان کے افراد، امار و علماء سب ہی شریک ہوئے۔ اور مجتہد العصر کے ہاتھ سے علم چڑھایا گیا۔

لے یادگار غالب از خواجہ الطاف حسین حالی (لاہور ۱۹۶۳ء) ص ۱۱۲-۱۱۳

خلفائے راشدین

اور اہل بیت کرام کے باہمی تعلقات

اس کتاب میں خلفائے برحق اور اہل بیت کرام کے مخلصانہ تعلقات کی جھلک ایک خاص انداز میں دکھائی گئی ہے، اور اس سلسلہ میں بکھرے ہوئے جواہر پاروں کو اس خوبی سے یکجا کیا ہے کہ خلافت راشدہ کا مبارک دور نگاہوں میں گھوم جاتا ہے اور ایسے حقائق سامنے آتے ہیں جو حقیقی زندگی کے لئے مشعل راہ کا کام دے سکتے ہیں۔ مشہور و معروف عالم و محقق علامہ زرخشری کی ”الموافقة بین اہل بیت والصحابة“ کا صاف و سلیس ترجمہ ہے۔ مترجم: مولانا محمد احتشام الحسن صاحب کانڈھلوی

صفحات ۱۳۸ قیمت مجلد ایک روپیہ پچتر پیسے ۱/۷۵

مکتبہ برہان - اردو بانسار جامع مسجد دہلی ۶